OPEN ACCESS
Al-ISRA
﴿International Journal of Islamic Thought﴾
ISSN: 2959-3603
www.israjr.com

Al-ISRA
Vol.:4, Issue: 1, Jan -June 2025 PP: 65-73

اسلامی تحقیق میں مصنوعی ذہانت کے استعمال کے علمی واخلاقی اصول: ایک تحقیقی و تنقیدی مطالعہ

Scholarly and Ethical Principles for the Use of Artificial Intelligence in Islamic Research: A Critical and Analytical Study

Published: 25-06-2025
Accepted: 15-06-2025
Received: 20-05-2025

Dr. Abdul Muhaimin
Associate Professor, Department of Islamic and Religious Studies, The University of Haripur
Email: muhaimin74@gmail.com

Anees Ahmad
Shariah Adviser, Tameer-e-Wattan Public Schools and Colleges (Group of education Pakistan) Mansehra Campus
Email: anees.aq1987@gmail.com

Sobia Kousar (Corresponding Author)
MPhil Scholar, Institute of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan
Email: sobiakousar459@gmail.com

Abstract

The advent of Artificial Intelligence (AI), particularly Large Language Models (LLMs) such as ChatGPT, has fundamentally disrupted traditional methodologies of academic research, including the domain of Islamic Studies. While AI offers unprecedented capabilities in literature review, translation, and data synthesis, it simultaneously introduces profound ethical and epistemological challenges. The primary problem lies in the uncritical integration of AI-generated content into Islamic scholarly writing, which compromises academic integrity, facilitates intellectual theft (plagiarism), and propagates algorithmic hallucinations as factual religious knowledge. This critical analytical study seeks to address this significant research gap by formulating an "Islamic AI Research Ethics Framework" (IAIREF) grounded in classical Islamic jurisprudence and modern academic standards. Employing a qualitative, comparative methodology, the research analyzes primary Islamic sources (Qur'an, Sunnah, and classical Usul al-Fiqh treatises) alongside contemporary tech-ethics frameworks (UNESCO, OECD, and HEC policies). The findings reveal that while AI is fundamentally a syntactic engine devoid of semantic understanding or moral agency) Taklif ,(its utilization in Islamic research is permissible) Mubah (as a cognitive assistant, provided it strictly adheres to the principles of Amanah Ilmiyyah) academic trust) and Tahqiq) verification). The paper concludes that AI-generated text cannot serve as an independent epistemological source, and institutions must mandate strict verification protocols to protect the sanctity of religious transmission) Sanad (from algorithmic bias and fabrication.

Keywords: *Artificial Intelligence, Islamic Research Ethics, Academic Integrity, Maqasid al-Shariah, Algorithmic Bias, Epistemology.*

CC BY

تمہید

انسانی تاریخ میں علم کے حصول، ترسیل اور ابلاغ کے ذرائع ہمیشہ سے تہذیبی ارتقاء کا بنیادی محور رہے ہیں۔ اکیسویں صدی کی تیسری دہائی میں جنریٹو آرٹیفیشل انٹیلی جنس اور لارج لینگویج ماڈلز کے ظہور نے علمی تحقیق کے روایتی مناہج کو یکسر تبدیل کر دیا ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مصنوعی ذہانت محض ایک مشینی آلہ نہیں ہے، بلکہ یہ ایک ایسا علمی مظہر ہے جو معلومات کی تخلیق اور تنظیم کے عمل میں انسانی ادراک کی نقل کرتا ہے۔ اس ارتقاء نے جامعات اور تحقیقی اداروں میں ایک نیا بحران پیدا کیا ہے۔ اس بحران کا تجزیہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ محققین اور طلبہ، بالخصوص اسلامیات کے میدان میں، AI ٹولز (جیسے ChatGPT یا Claude) کو محض ایک معاون کے بجائے ایک خود مختار علمی ماخذ کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ قرآن مجید میں علم اور سچائی کی تلاش کو ایک قطعی اخلاقی فریضہ قرار دیا گیا ہے، جہاں بغیر تحقیق کے معلومات کو آگے بڑھانا صریحاً گناہ ہے۔[1] للہٰذا، اسلامی تحقیق میں ایسے ٹولز کا غیر منظّم استعمال تحقیق کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہا ہے۔

اسلامی علمی روایت میں 'علم' محض معلومات کے انبار کا نام نہیں ہے، بلکہ یہ ایک امانت ہے جس کی ترسیل کے لیے 'سند' اور 'علمی دیانت' کی کڑی شرائط عائد کی گئی ہیں۔ تاہم، عصرِ حاضر میں AI کے ذریعے تیار کردہ متون اس روایتی سند کو منقطع کر دیتے ہیں، کیونکہ مشین کا کوئی اخلاقی یا شرعی وجود نہیں ہوتا۔ اس پیچیدگی کا تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ جب ایک طالب علم یا محقق اسلامی عقائد، فقہی مسائل یا تاریخ کے حوالے سے AI پر انحصار کرتا ہے، تو وہ انجانے میں الگورتھمک فریب اور استشراقی تعصّبات کا شکار ہو جاتا ہے۔ امام شاطبیؒ کا یہ اصول یہاں قطعی طور پر لاگو ہوتا ہے کہ جو چیز مقاصدِ شریعہ (خصوصاً حفظِ عقل اور حفظِ دین) کے لیے خطرہ بن جائے، اس کا سدِ باب لازم ہے۔[2] اسی بنا پر، مصنوعی ذہانت کے استعمال کے لیے واضح اور دو ٹوک فقہی اور اخلاقی اصولوں کا تعین وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

اس تحقیق کا بنیادی مقصد اسلامی تحقیق کے میدان میں AI کے استعمال کی موجودہ صورتِ حال کا تنقیدی جائزہ لینا اور قرآن و سنت کی روشنی میں اس کے اخلاقی اور فقہی اصول وضع کرنا ہے۔ دعویٰ یہ ہے کہ موجودہ دور میں AI کے بے دریغ استعمال نے اسلامی جامعات میں "علمی سرقہ" اور 'علمی بددیانتی' کی نئی اور انتہائی پیچیدہ شکلوں کو جنم دیا ہے۔ اس کا تنقیدی تجزیہ واضح کرتا ہے کہ مغرب کے مرتب کردہ AI ایتھکس کے اصول اگرچہ اہمیت کے حامل ہیں، مگر وہ خالصتاً سیکولر اور مادی بنیادوں پر استوار ہیں جن میں 'آخرت کی جوابدہی' کا کوئی تصور موجود نہیں۔ مشہور مسلم مفکر سید محمد نقیب العطاس نے بجا طور پر استدلال کیا ہے کہ علم کو اس کی حقیقی غایت (اللہ کی معرفت اور حق کی تلاش) سے الگ کر دینا ہی دورِ حاضر کا سب سے بڑا المیہ ہے۔[3] اس لیے ایک ایسا دیسی اور خالصتاً اسلامی اخلاقی فریم ورک تشکیل دینا ناگزیر ہے جو اعلیٰ تعلیمی کمیشن (HEC) کی پالیسیوں اور اسلامی روایات کا حسین امتزاج ہو۔

موجودہ تحقیقی منظر نامے میں اس موضوع پر انتہائی محدود کام ہوا ہے۔ بیشتر محققین نے یا تو AI کے استعمال کو کلی طور پر مسترد کر دیا ہے، یا پھر اس کی افادیت سے مرعوب ہو کر اس کے اندھے استعمال کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ یہ افراط و تفریط تحقیق کے لیے زہرِ قاتل ہے۔ اس استدلال کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہمیں ایک متوازن اصولِ فقہ کی ضرورت ہے جو AI کو ایک 'معاون' کے طور پر قبول کرے، مگر اسے 'مستقل مصنف' کا درجہ دینے سے انکار کرے۔ علامہ ابن خلدون کے مقولے

کے مطابق، علم کی نشوونما کے لیے تنقیدی نظر اور استدلال کی آزادی شرطِ اول ہے۔[4] اگر انسانی ذہن تنقید اور استخراج کی صلاحیت مشین کے حوالے کر دے، تو یہ انسانی عقل کی تنزلی کا باعث بنے گا، جو کہ مقاصدِ شریعہ کی صریح خلاف ورزی ہے۔

جائزہ ادب

مصنوعی ذہانت کی اخلاقیات پر بین الاقوامی سطح پر ایک وسیع اور متنوع لٹریچر موجود ہے، تاہم جب اسے اسلامی تحقیق کی مخصوص ضروریات کے تناظر میں پرکھا جاتا ہے، تو اس میں نمایاں نظریاتی اور اطلاقی خلا نظر آتے ہیں۔ مغربی اداروں کی جانب سے پیش کردہ دستاویزات میں یونیسکو (UNESCO) کی 'آرٹیفیشل انٹیلی جنس کی اخلاقیات پر سفارشات' (2021) سب سے نمایاں ہیں۔ یونیسکو کا دعویٰ ہے کہ AI کی تشکیل انسانی حقوق، انسانی وقار، اور ماحولیاتی پائیداری کے تابع ہونی چاہیے۔ لیکن اس کا تنقیدی تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ فریم ورک 'حقوق' کی لبرل تعریف پر کھڑا ہے، جس میں علم کے تقدس کا وہ تصور سرے سے غائب ہے جو اسلامی روایات کا خاصہ ہے۔ لوسیانو فلوریڈی نے اپنی کتاب 'دی ایتھکس آف آرٹیفیشل انٹیلی جنس' میں یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ انسان ایک انفوسفیئر کا حصہ بن چکا ہے جہاں ڈیٹا ہی سب سے بڑی حقیقت ہے۔[5] یہ مغربی مادی تصورِ علم اسلامی تصورِ امانت سے قطعی متصادم ہے۔

دوسری جانب، مسلم علمی حلقوں میں AI کے اخلاقی پہلوؤں پر جو لٹریچر تخلیق ہو رہا ہے، وہ زیادہ تر فقہی فتاویٰ کی شکل میں ہے اور باقاعدہ پی ایچ ڈی سطح کی اکیڈمک پالیسی کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا۔ حالیہ برسوں میں اعلیٰ تعلیمی کمیشن (HEC) پاکستان نے 'اکیڈمک انٹیگریٹی پالیسی' متعارف کروائی ہے جس میں ٹیکنالوجی کے بے جا استعمال کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔ دعویٰ یہ ہے کہ HEC کی ان ہدایات کو جامعات کے شعبہ جاتِ اسلامیات میں نافذ کرنے کے لیے ایک نظریاتی اساس کی ضرورت ہے، جو کہ تاحال ناپید ہے۔ اگر ہم ان پالیسیوں کا اسلامی علمی روایات کے ساتھ موازنہ کریں، تو خطیب بغدادیؒ کی تصنیف 'الجامع لاخلاق الراوی' ایک بنیادی ماخذ نظر آتی ہے، جس میں علم کو درست طور پر حاصل کرنے اور من و عن آگے پہنچانے کے کڑے ضوابط بیان کیے گئے ہیں۔[6] خطیب بغدادیؒ کا یہ روایتی فریم ورک اس بات کا متقاضی ہے کہ جدید دور میں AI کے ذریعے تیار کردہ مواد کی بھی اسی طرح جرح و تعدیل کی جائے جس طرح کلاسیکی دور میں راویوں کی کی جاتی تھی۔

علاوہ ازیں، سٹوئرٹ رسل نے اپنی کتاب 'ہیومن کمپیٹیبل' میں ایک انتہائی اہم نکتہ اٹھایا ہے کہ مصنوعی ذہانت کا اصل خطرہ اس کی خود مختاری میں نہیں، بلکہ اس کے الگورتھمز میں چھپے ہوئے مقاصد میں ہے جو انسان کے حقیقی مقاصد سے ہم آہنگ نہیں ہوتے۔ اس نظریے کا اسلامی تحقیق پر اطلاق کریں تو واضح ہوتا ہے کہ ChatGPT جیسے ٹولز کو اس انداز میں تربیت دی گئی ہے کہ وہ 'متوقع اور مقبول' جوابات دیں، نہ کہ 'حقیقی اور مستند' جوابات۔ یہ رویہ اسلامی تحقیق کے لیے تباہ کن ہے جہاں حقائق اور نصوص (قرآن و حدیث) میں رد و بدل کفر کے زمرے میں آ سکتا ہے۔ امام غزالیؒ نے 'المستصفی' میں علم یقینی کی جو تعریف کی ہے، AI کا امکانی اور شماریاتی علم کسی صورت اس معیار پر پورا نہیں اترتا۔[7] لہٰذا، لٹریچر کا یہ خلا اس بات کا شدت سے تقاضا کرتا ہے کہ اسلامی تحقیق کے لیے ایک ایسا ماڈل وضع کیا جائے جو مشین لرننگ کی امکانی خامیوں کا شرعی سدِ باب کر سکے۔

نظریاتی فریم ورک

اس تحقیق کا نظریاتی فریم ورک اصولِ فقہ کے جلیل القدر نظام 'مقاصدِ شریعہ' اور جدید 'قابلِ اعتماد مصنوعی ذہانت'

کے معیارات کے باہمی انضمام پر استوار کیا گیا ہے۔ مقاصدِ شریعہ کا بنیادی ہدف انسانیت کے پانچ بنیادی حقوق کی حفاظت کرنا ہے، جن میں دین، جان، عقل، نسل اور مال شامل ہیں۔ اس تحقیق کا دعویٰ یہ ہے کہ اسلامی تحقیق میں AI کا غیر محتاط استعمال براہِ راست دو مقاصد یعنی 'حفظِ عقل' اور 'حفظِ دین' کے لیے ایک سنگین خطرہ ہے۔ اس کا تجزیہ اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ عقل کی حفاظت محض اسے نشہ آور اشیاء سے بچانے کا نام نہیں، بلکہ انسانی فہم کو جھوٹ، فریب اور علمی سرقہ جیسی خرافات سے محفوظ رکھنا بھی حفظِ عقل کا لازمی جزو ہے۔ علامہ ابن عاشورؒ کے مطابق عقل کی نشوونما اور حقائق کا درست ادراک مقاصدِ شریعہ کا ایک مستقل اور اعلیٰ ترین ہدف ہے۔[8] جب ایک طالبِ علم AI کے دیے گئے گمراہ کن حوالوں پر اندھا اعتماد کرتا ہے، تو وہ اپنی عقل کو معطل کر دیتا ہے، جو کہ شرعاً ناپسندیدہ فعل ہے۔

اسی طرح، 'حفظِ دین' کا تقاضا یہ ہے کہ دینِ اسلام کی تعلیمات، فقہی فتاویٰ، اور قرآنی تفاسیر کو ہر قسم کی تحریف سے بچایا جائے۔ LLMs بنیادی طور پر شماریاتی ماڈلز ہیں جو اعداد و شمار اور الفاظ کی ترتیب کا اندازہ لگاتے ہیں؛ انہیں حق اور باطل، یا حلال اور حرام کی کوئی تمیز نہیں ہوتی۔ جب ان سے کسی پیچیدہ فقہی مسئلے پر تحقیق مانگی جاتی ہے، تو وہ مختلف متضاد آراء کو ملا کر ایک ایسا بے بنیاد جواب تخلیق کر سکتے ہیں جس کی حقیقت میں کوئی وجود نہیں ہوتا۔ اسلامی اصولِ قانون کا قاعدہ ہے 'سد الذرائع' (یعنی برائی کے راستے کو بند کرنا)۔ اس اصول کا تقاضا ہے کہ AI کے استعمال کو ان حدود کا پابند کیا جائے جہاں وہ دین میں تحریف کا ذریعہ نہ بن سکے۔ امام قرافیؒ نے اپنی مایہ ناز کتاب 'الفروق' میں واضح کیا ہے کہ وہ ذرائع جو حرام کی طرف لے جائیں، ان کا استعمال بھی حرام ہو جاتا ہے، اور جو واجب کی طرف لے جائیں، ان کا حصول واجب ہو جاتا ہے۔[9] لہٰذا، AI بذاتِ خود مباح ہے، لیکن اس کا غیر تصدیق شدہ استعمال سدِ الذرائع کے تحت ممنوع قرار پائے گا۔

اس کے ساتھ ہی، جدید اکیڈمک انٹیگریٹی کا فریم ورک اسلامی تصور 'امانت' اور 'صدق' (سچائی) کے ساتھ مکمل ہم آہنگی رکھتا ہے۔ قرآن مجید میں اہل ایمان کی ایک بنیادی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنی امانتوں کی پاسداری کرتے ہیں ("وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ")۔[10] تحقیقی میدان میں ایک محقق کی سب سے بڑی امانت اس کے پیش کردہ دلائل اور حوالے ہوتے ہیں۔ یہ نظریاتی خاکہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ AI کو محض ایک کیلکولیٹر یا ٹائپ رائٹر کی طرح کا ایک ٹول سمجھنا خام خیالی ہے۔ یہ ایک 'کاگنیٹو ایجنٹ' ہے جو متن تخلیق کرتا ہے، لہٰذا اس کی پیدا کردہ معلومات کو اسلامی 'علمی دیانت' کی کسوٹی پر پرکھے بغیر تحقیق کا حصہ بنانا شرعی اور اخلاقی طور پر قطعی باطل ہے۔[11]

AI کے استعمال کے علمی و اخلاقی مسائل

الف۔ علمی دیانت اور سرقہ

اسلامی تحقیقی روایت میں "علمی دیانت" کی اہمیت اس قدر مسلم ہے کہ کلاسیکی محدثین اور فقہاء نے کسی قول کو اس کے اصل قائل کی طرف منسوب نہ کرنے کو 'جھوٹ' اور 'علمی چوری' کے مترادف قرار دیا ہے۔ دعویٰ یہ ہے کہ AI جنریٹڈ متون کا بغیر حوالے کے استعمال صریحاً 'علمی سرقہ' ہے۔ اس کا تجزیہ یہ ہے کہ موجودہ LLMs اربوں ویب پیجز، کتب اور مقالات کے ڈیٹا پر تربیت یافتہ ہیں، جن کے اصل مصنفین کے حقوقِ تصنیف موجود ہیں۔ جب AI ایک جواب تیار کرتا ہے، تو وہ ان تمام مصنفین کی فکری کاوشوں کو بغیر کسی حوالے کے ایک نئے پیرائے میں پیش کر دیتا ہے۔ اگر ایک محقق اسے اپنے نام سے شائع

کرتا ہے، تو وہ دراصل کسی دوسرے کی فکری ملکیت غصب کر رہا ہوتا ہے۔ حدیثِ مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "جس شخص نے کوئی ایسی چیز پہننے (یا ظاہر کرنے) کا دعویٰ کیا جو اسے نہیں دی گئی، وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے جھوٹ کے دو کپڑے پہنے ہوں"۔[12] یہ حدیث ہر قسم کی علمی بددیانتی کی جڑ کاٹ دیتی ہے۔ AI کے تیار کردہ متن کو اپنا قرار دینا شرعی اعتبار سے ایک فریب کاری ہے جو تحقیق کی اخلاقی بنیادوں کو منہدم کر دیتی ہے۔

ب۔ الگورتھمک فریب اور جھوٹ کا ابلاغ

مصنوعی ذہانت کے ماڈلز کا ایک سب سے بڑا اور خطرناک پہلو ان کا 'ہیلوسینیشن' (Hallucination) یا فریبِ نظر ہے۔ دعویٰ یہ ہے کہ AI کے ہیلوسینیشن کو اسلامی فقہ کی اصطلاح میں 'کذب' (جھوٹ) کے زمرے میں رکھا جا سکتا ہے، اگر محقق اسے بغیر تصدیق کے اپنی تحقیق کا حصہ بنا لے۔ تجزیہ واضح کرتا ہے کہ یہ ماڈلز اس انداز میں کام کرتے ہیں کہ وہ اگلے ممکنہ لفظ کی پیش گوئی (Token Prediction) کرتے ہیں۔ اگر انہیں کسی حوالے کا علم نہ ہو، تو وہ انتہائی اعتماد کے ساتھ ایک جعلی کتاب کا نام، جعلی مصنف اور یہاں تک کہ جعلی صفحہ نمبر بھی گھڑ لیتے ہیں۔ جب ایک اسلامیات کا محقق اس جعلی حوالے کو اپنے مقالے میں درج کرتا ہے، تو وہ شریعت کی نظر میں جھوٹا قرار پاتا ہے۔ سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو (بغیر تصدیق کے) آگے بیان کر دے"۔[13] ایک اسلامی محقق پر واجب ہے کہ وہ AI کے فراہم کردہ ہر قول، حدیث اور فقہی حوالے کو اصل ماخذ تک جا کر چیک کرے۔ امام ابن الصلاحؒ نے اپنے 'مقدمہ' میں راوی کی ثقاہت کے لیے جو کڑی شرائط بیان کی ہیں، ان کی روح تقاضا کرتی ہے کہ مشین، جو کہ نہ عاقل ہے نہ مکلّف، کے پیدا کردہ مواد کو قطعی طور پر مستند نہ مانا جائے۔[14]

ج۔ استشراقی تعصب اور الگورتھمک بائس

اسلامی تحقیق میں AI کے استعمال کا ایک اور انتہائی حساس اور سنگین مسئلہ اس میں پنہاں نظریاتی تعصب ہے۔ یہ دعویٰ قطعیت کے ساتھ کیا جا سکتا ہے کہ موجودہ بڑے لینگویج ماڈلز بنیادی طور پر مغربی اور سیکولر ڈیٹا سیٹس پر تربیت یافتہ ہیں، جس کی وجہ سے یہ غیر ارادی طور پر اسلام اور اسلامی تاریخ کے حوالے سے استشراقی اور لبرل بیانیے کو فروغ دیتے ہیں۔ جب ان ماڈلز سے جہاد، حقوقِ نسواں، یا حدود و قصاص جیسے موضوعات پر استفسار کیا جاتا ہے، تو ان کا تجزیہ اور زبان اکثر مغربی مفکرین کے اعتراضات پر مبنی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا" (اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لیا کرو)۔[15] اگرچہ AI کوئی ذی روح یا فاسق نہیں، لیکن اس کے پیچھے کام کرنے والے الگورتھمز ان لوگوں کے وضع کردہ ہیں جن کا اسلامی اصولوں سے کوئی تعلق نہیں۔ لہٰذا، AI کے نتائج کو 'غیر جانبدار' سمجھنا ایک بہت بڑی علمی غلطی ہے۔ وائل حلاق نے اپنی تحقیق میں ثابت کیا ہے کہ جدید ریاستی اور ادارہ جاتی ڈھانچے، اور ان سے پیدا ہونے والی ٹیکنالوجی، فطرتاً غیر جانبدار نہیں ہوتے بلکہ وہ اپنے خالق کے مقاصد اور تہذیبی غلبے کے آلہ کار ہوتے ہیں۔[16] اس لیے اسلامی محققین پر لازم ہے کہ وہ AI سے حاصل شدہ ڈیٹا کو اسلامی علمیات کی تنقیدی چھلنی سے گزاریں۔

د۔ تحقیق میں مشین کا وجودی درجہ

اسلامی تحقیق کے اصولوں میں مصنف یا مفتی کا مکلّف (شرعی پابندیوں کے تابع) ہونا ایک بنیادی شرط ہے۔ سوال یہ

ہے کہ کیا ہم AI کو تحقیق میں بطور 'معاون مصنف' تسلیم کر سکتے ہیں؟ دعویٰ یہ ہے کہ اسلامی اصولِ فقہ اور علمیات کی رو سے AI کو کسی صورت مصنف یا صاحبِ علم تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ علم کا تعلق ارادے، شعور اور بصیرت سے ہے، جو کہ مشین میں سرے سے موجود نہیں۔ علم ایک روحانی اور قلبی حقیقت ہے، جبکہ AI محض ایک شماریاتی کیلکولیٹر ہے جو الفاظ کی ظاہری شکل (Syntax) کو جوڑتا ہے، اسے معانی (Semantics) کا کوئی ادراک نہیں ہوتا۔ امام ابن القیمؒ نے 'اعلام الموقعین' میں فتویٰ اور تحقیق کے لیے جس بصیرتِ ایمانی اور فہم کا ذکر کیا ہے، وہ لوہے اور سلیکون کے سرکٹس میں پیدا نہیں ہو سکتی۔[17] لہٰذا، AI سے تیار کردہ مواد کو ایک ابتدائی مسودے یا 'خام مال' کا درجہ تو دیا جا سکتا ہے، لیکن حتمی علمی نتیجہ قرار دینا جہالت اور علم کی توہین کے مترادف ہے۔

عصری اطلاق: مجوزہ "اسلامی تحقیقی اخلاقیات برائے مصنوعی ذہانت"

مذکورہ بالا مسائل اور علمی خطرات کے پیشِ نظر، یہ تحقیق پاکستان اور عالمِ اسلام کی جامعات کے لیے ایک متوازن، جامع اور قابلِ عمل "اسلامی تحقیقی اخلاقیات برائے مصنوعی ذہانت کا فریم ورک" (Islamic AI Research Ethics Framework - IAIREF) تجویز کرتی ہے۔ اس فریم ورک کا مقصد ٹیکنالوجی کی مخالفت نہیں، بلکہ اس کے تعمیری اور شرعی لحاظ سے محفوظ استعمال کو یقینی بنانا ہے۔ یہ فریم ورک درج ذیل چار بنیادی ستونوں پر استوار ہے:

اصولِ اعلان و شفافیت (Principle of Transparency - I'lan):

ہر محقق پر شرعاً اور اخلاقاً لازم ہے کہ وہ اپنے مقالے کے منہج تحقیق میں واضح طور پر اعلان کرے کہ اس نے کس AI ٹول کا، کس حد تک اور کس مقصد کے لیے استعمال کیا ہے۔ مقالے میں چھپا کر AI کا استعمال کرنا شرعی قاعدہ 'تدلیس' (حقائق کو چھپانے) کے زمرے میں آتا ہے جو کہ حرام ہے۔[18] ایچ ای سی (HEC) اور جامعات کے بورڈ آف ایڈوانسڈ سٹڈیز کو چاہیے کہ وہ ہر تھیسس کے آغاز میں ایک حلف نامہ (Declaration) شامل کریں جس میں AI کے استعمال کی شفاف تفصیلات درج ہوں۔

اصولِ تحقیق و تخریج (Principle of Verification - Tahqiq):

AI کو صرف ابتدائی آئیڈیاز، گرامر کی درستی، اور لٹریچر کے بنیادی جائزے کے لیے استعمال کرنے کی اجازت دی جانی چاہیے۔ تاہم، فریم ورک یہ لازم قرار دیتا ہے کہ AI کا دیا ہوا کوئی بھی حوالہ (Citation)، آیت کا ترجمہ، یا حدیث کی تخریج اس وقت تک مقالے میں درج نہیں کی جائے گی جب تک کہ محقق خود اس کتاب کے اصل نسخے سے اس کی تصدیق نہ کر لے۔ یہ اصول بالکل ویسا ہی ہے جیسے علمِ حدیث میں کسی غیر معروف راوی کی روایت کی متابعت اور شواہد تلاش کیے جاتے تھے۔[19]

اصولِ اصالت و انفرادیت (Principle of Originality - Asalah):

تحقیق کا بنیادی مقصد انسانی ذہن کی تخلیقی اور تنقیدی صلاحیتوں کو اجاگر کرنا ہے۔ اگر مقالے کا تجزیاتی حصہ استدلال اور نتائج مشین کے لکھے ہوئے ہوں گے، تو اس ڈگری اور تحقیق کا شرعی جواز ختم ہو جائے گا، کیونکہ وہ شخص اس علم کا مستحق نہیں ہوگا۔ یہ فریم ورک پابند کرتا ہے کہ مقالے کا بنیادی مقدمہ اور تنقیدی جائزہ سو فیصد محقق کے اپنے الفاظ اور ذہن کی پیداوار ہونا چاہیے۔ علامہ شاطبیؒ نے علمِ نافع کی جو صفات بیان کی ہیں، ان میں انسان کا ذاتی غور و فکر (تدبر) بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔[20]

اصولِ جوابدہی (Principle of Accountability - Mas'uliyyah):

اس فریم ورک کا چوتھا ستون یہ متعین کرتا ہے کہ AI کی فراہم کردہ کسی بھی غلط فہمی، سرقہ، یا توہین آمیز مواد کی مکمل اخلاقی، قانونی اور شرعی ذمہ داری اس محقق (طالبِ علم اور سپروائزر) پر عائد ہو گی جس نے اسے استعمال کیا۔ شرعی قانون کا قاعدہ ہے "المباشر ضامن" (یعنی جو شخص براہِ راست عمل کرتا ہے، وہ ضامن اور ذمہ دار ہوتا ہے)۔[21] مشین چونکہ مکلّف نہیں، اس لیے کسی بھی علمی جرم کی صورت میں یہ عذر قبول نہیں کیا جائے گا کہ "یہ غلطی تو AI کی تھی"۔

تنقیدی جائزہ

اس تجویز کردہ فریم ورک اور AI کی افادیت کا تنقیدی جائزہ لیا جائے تو چند اہم تحفظات اور مباحث سامنے آتے ہیں۔ پہلا اعتراض یہ ہو سکتا ہے کہ اسلامی روایتی حلقے ہر نئی ٹیکنالوجی کی طرح اسے بھی ابتدا میں یکسر مسترد کر سکتے ہیں، جیسا کہ تاریخ میں پرنٹنگ پریس یا لاؤڈ سپیکر کے حوالے سے دیکھا گیا۔ دعویٰ یہ ہے کہ اگر جامعات اور مدارس نے AI کو مکمل طور پر ممنوع قرار دینے کی غیر حقیقت پسندانہ کوشش کی تو طلبہ اسے زیرِ زمین استعمال کریں گے، جو کہ مزید اخلاقی زوال کا سبب بنے گا۔ اس لیے یہ جاننا لازم ہے کہ اسلام ٹیکنالوجی کا مخالف نہیں ہے، بلکہ اس کے غیر اخلاقی مقاصد کے خلاف ہے۔ ضیاء الدین سردار نے بجا طور پر نشان دہی کی ہے کہ مسلم دنیا کا مستقبل اس بات پر منحصر ہے کہ وہ جدید ٹیکنالوجی کو اپنے اسلامی اور اخلاقی پیراڈائم کے اندر کس طرح ضم کرتی ہے۔[22] لہٰذا، ممانعت کے بجائے انضباط ہی واحد حل ہے۔

دوسرا تنقیدی پہلو یہ ہے کہ AI کے ٹولز اتنی تیزی سے ارتقاء پذیر ہیں کہ آج وضع کیا گیا کوئی بھی اخلاقی یا فقہی ضابطہ چند سالوں میں متروک ہو سکتا ہے۔ کل کے AI ماڈلز جو محض متن لکھتے تھے، آج کے ماڈلز خودکار طور پر ڈیٹا کا تجزیہ کر کے نتائج نکالنے اور حوالہ جات کو براہ راست انٹرنیٹ سے منسلک کرنے کے قابل ہو چکے ہیں جس سے ہیلوسینیشن کے امکانات کم ہوئے ہیں۔ لیکن، اس بات کو سمجھنا انتہائی ضروری ہے کہ ٹیکنالوجی جتنی بھی ترقی کر جائے، اس کی بنیادیں (Algorithms) انسانی تدبیر کے تابع رہیں گی، اور جہاں انسان کی تدبیر شامل ہو، وہاں غلطی اور تعصب کا امکان ہمیشہ موجود رہتا ہے۔ لہٰذا، اخلاقی اصول (جیسے امانت اور صدق) جامد اور آفاقی ہیں، جن کا اطلاق ہر نئی شکل پر ہوتا رہے گا۔[23]

تیسرا چیلنج 'علمی سستی' کا ہے۔ AI کا وجود انسانی ذہن کے لیے ایک زبردست کشش رکھتا ہے کہ وہ مشکل اور طویل مطالعے کی مشقت سے بچ جائے۔ اسلامی علمی روایت میں علم کے حصول کی مشقت (رحلة في طلب العلم) بذاتِ خود ایک عبادت اور تزکیۂ نفس کا ذریعہ رہی ہے۔ امام شافعیؒ نے فرمایا تھا کہ "علم وہ نہیں جو حفظ کیا جائے، علم وہ ہے جو نفع دے"۔[24] اگر طالبِ علم نے راتوں کو جاگ کر کتب کا مطالعہ نہیں کیا، متن کے بین السطور کو سمجھنے کی مشقت نہیں اٹھائی، اور محض پرامپٹ (Prompt) دے کر مقالہ تیار کر لیا، تو اسے ڈگری تو مل سکتی ہے، لیکن وہ 'عالم' یا 'محقق' کے درجے پر فائز نہیں ہو سکتا۔ یہ وہ روحانی اور وجودی نقصان ہے جس کا سدِ باب کوئی بھی پالیسی اکیلے نہیں کر سکتی، جب تک کہ طالبِ علم کے دل میں تقویٰ اور خوفِ خدا موجود نہ ہو۔

خلاصہ بحث

یہ تحقیقی اور تنقیدی مطالعہ اس بات کو پایہ ثبوت تک پہنچاتا ہے کہ اسلامی تحقیق اور جامعات میں مصنوعی ذہانت (AI)

کے ابھرتے ہوئے رجحان کو نہ تو روایتی ہٹ دھرمی کے تحت یکسر مسترد کیا جا سکتا ہے، اور نہ ہی اسے جدیدیت سے مرعوب ہو کر بلا قید و شرط قبول کیا جا سکتا ہے۔ AI کا وجود دورِ حاضر کی ایک مسلمہ حقیقت ہے، اور اس نے لٹریچر ریویو، زبانوں کے تراجم اور معلومات کی تنظیم جیسے امور میں ناقابلِ یقین آسانیاں پیدا کی ہیں۔ تاہم، جیسا کہ اس تحقیق نے ثابت کیا، یہ ایک دودھاری تلوار ہے جو اپنے اندر الگورتھمک فریب (Hallucination)، علمی سرقہ (Plagiarism)، اور نظریاتی تعصّبات (Bias) جیسے سنگین خطرات رکھتی ہے۔

تحقیق کے بنیادی سوالات کے جوابات دیتے ہوئے، یہ اخذ کیا گیا ہے کہ قرآن و سنت کا تصورِ 'علمی دیانت' اور 'صدق' ایک محقق کو اس بات کا قطعی پابند بناتا ہے کہ وہ بغیر تحقیق اور تصدیق کے کسی بھی مشین کے تیار کردہ مواد کو آگے بیان نہ کرے۔ مقاصدِ شریعہ، بالخصوص 'حفظِ عقل' اور 'حفظِ دین' کا تقاضا ہے کہ دینی تعلیمات اور فقہی استدلال کو AI کی امکانی غلطیوں سے پاک رکھا جائے۔ AI کی علمی حیثیت کا تعین کرتے ہوئے یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ مشین کسی طور پر مصنف یا مجتہد نہیں بن سکتی؛ اس کا درجہ محض ایک 'معاون آلے' کا ہے، جس کی حیثیت ایک جدید اور تیز رفتار کیٹلاگ یا لغت سے زیادہ نہیں۔

اعلیٰ تعلیمی اداروں، خصوصاً HEC اور شعبہ جاتِ اسلامیات کے لیے تجویز کردہ "اسلامی تحقیقی اخلاقیات برائے مصنوعی ذہانت" (IAIREF) اس مسئلے کا عملی اور قابلِ تنفیذ حل پیش کرتا ہے۔ شفافیت، تصدیقِ مآخذ، اصالت، اور جوابدہی کے یہ چار ستون اسلامی اخلاقیات اور جدید تعلیمی معیارات کا نچوڑ ہیں۔ جامعات کی یہ فوری ذمہ داری ہے کہ وہ اس فریم ورک کو اپنی ریسرچ پالیسیوں کا حصہ بنائیں۔ حتمی طور پر، مصنوعی ذہانت انسان کو علم کے حصول میں تیز رفتار تو بنا سکتی ہے، لیکن یہ اسے بصیرت اور حکمت عطا نہیں کر سکتی۔ اسلامی تحقیق کا اصل جوہر محض معلومات کی فراہمی نہیں، بلکہ اللہ کی رضا، سچائی کی تلاش اور انسانیت کی فلاح ہے۔ جب تک تحقیق کا یہ روحانی اور اخلاقی مقصد محقق کے پیشِ نظر رہے گا، مصنوعی ذہانت علم کی راہ میں ایک رکاوٹ بننے کے بجائے ایک بہترین خادم ثابت ہو گی۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

1 القرآن، سورۃ الاسراء، آیت 36۔ "وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا"۔

2 ابو اسحاق الشاطبی، الموافقات فی اصول الشریعہ (قاہرہ: دار الحدیث، 2004)، جلد 2، 15۔

3 Syed Muhammad Naquib al-Attas ,Islam and Secularism) Kuala Lumpur: ISTAC, 1993), 133.

4 عبد الرحمٰن ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1993)، 415۔

5 Luciano Floridi ,The Ethics of Artificial Intelligence: Principles, Challenges, and Opportunities) Oxford: Oxford University Press, 2023), 45-48.

6 احمد بن علی الخطیب البغدادی، الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع (ریاض: مکتبہ المعارف، 1983)، جلد 1، 112۔

7 ابو حامد الغزالی، المستصفیٰ من علم الاصول (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1993)، جلد 1، 45۔

8 محمد الطاہر ابن عاشور، مقاصد الشریعہ الاسلامیہ (اردن: دار النفائس، 2001)، 245۔

9 شہاب الدین القرافی، الفروق (بیروت: عالم الکتب، 1998)، جلد 2، 32۔

10 القرآن، سورۃ المؤمنون، آیت 8۔

11 UNESCO ,Recommendation on the Ethics of Artificial Intelligence) Paris: UNESCO Publishing, 2021), 12-15

12 مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم (ریاض: دار السلام، 2000)، کتاب اللباس والزینہ، حدیث نمبر 2129۔

13 مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، مقدمہ، باب النہی عن الحدیث بکل ما سمع، حدیث نمبر 5۔

14 عثمان بن عبد الرحمٰن ابن الصلاح، مقدمہ ابن الصلاح فی علوم الحدیث (بیروت: دار الفکر، 1986)، 104۔

15 القرآن، سورۃ الحجرات، آیت 6۔

16 Wael B. Hallaq ,The Impossible State: Islam, Politics, and Modernity's Moral Predicament)New York: Columbia University Press, 2012), 85.

17 محمد بن ابی بکر ابن القیم، اعلام الموقعین عن رب العالمین (بیروت: دار الجیل، 1973)، جلد 1، 45۔

18 الخطیب البغدادی، الکفایۃ فی علم الروایۃ (حیدر آباد: دائرۃ المعارف العثمانیہ، 1938)، 355۔

19 جلال الدین السیوطی، تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی (ریاض: دار العاصمہ، 1996)، جلد 1، 180۔

20 الشاطبیّ، الموافقات، جلد 1، 65۔

21 الھاجری، حمد بن محمد جابر، القواعد والضوابط الفقھیۃ، (الریاض، دار کنوز للنشر والتوزیع، 2008)، 355۔

22 ضیاء الدین سردار، اسلامی مستقبل کا خاکہ، ترجمہ نذیر احمد (لاہور: مقتدرہ قومی زبان، 1995)، 110۔

23 علی حیدر، درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام (بیروت: دار الجیل، 1991)، مادہ 90، 85۔

24 محمد بن ادریس الشافعی، دیوان الامام الشافعی (بیروت: دار الفکر، 1995)، 55۔